OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

انسانی وعالمی امن کیلئے معاھدات رسول کاکا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE PROPHET'S TREATIES FOR HUMAN AND WORLD PEACE

Dr. Abdul Hai Madni
Associate Professor, NED University of Engineering and Technology Karachi Pakistan
dr.madni67@gmail.com

Dr. Basheer Ahmed Dars
Faculty Member. Mehran University, SZAB Campus Khiarpur Mir's, Sindh, Pakistan
Bashirahmed98@gmail.com

Dr. Hafiz Sibghatullah Bhutto
Assistant professor department of comparative religion and Islamic culture university of Sindh Jamshoro
bhutto.drsibghatullah@gmail.com

Abstract

Man is a social being on this planet born with the nature of living together and improving society then there is the coexistence of living, negotiation and the resources that are created in the case of perspectives, attitudes, the multifaceted position that arises between individuals in case of disagreement is the mutual cooperation in a civilized society. Only after listening, examining and testing can the popular gain. The world, after many great wars, went into this century and realized that the solution to all problems is ultimately at the negotiating table. While the Prophet of Islam stated this solution fourteen centuries ago, this research article will present analytical research in this regard. The Holy Prophet was the embodiment of peace and tranquility and the embodiment of peace and tranquility. Whenever there is a conflict in the social and political spheres, the stars of civilization would begin to disintegrate. Making the society a cradle of peace and tranquility. Below we review the covenants and treaties of the Prophet (sws) which play a key role in the basic need and importance of any civilized society.

Key Words: *Holy Prophet*, soci*ety, treaties, peace, tranquility.*

انسان مدنی الطبع ہے باہم اشتراک وتعاون سے زندگی گزارنے اور معاشرت کو سنوارنے کی سرشت لے کر پیدا ہوا ہے۔ وہ اسی جذبے سے سرشار ہو کر خوب سے خوب سے ترکی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ پھر رہن سہن کے باہم اشتراک، گفت وشنید اور جو معاملات وسائل پیدا ہوتے ہیں زاویہ نظر، طرز فکر، اختلاف کی صورت میں افراد کے مابین جو کثیر الجہتی موقف پیدا ہوتا ہے وہ مہذب معاشرے میں باہمی تعاون سے رضامندی گفت وشنید اور فریق ثانی کے موقف کو سننے، جانچنے اور پرکھنے کے بعد ہی مقبول عام حاصل کر سکتا ہے زمانے نے کتنی ہی کروٹیں بدلیں اور کتنی ہی جانیں ظلم وبربریت اور انتقام کی بھٹی کی نذر ہو گئیں لیکن بالآخر سب ہی کا حل مذاکرات کی میز پر ہوا۔

چنانچہ یہی وہ فطری اور دین حنیف کے پیغمبر ﷺ کا ناقابل تردید استدلال اور موقف تھا۔ کہ جسکی وجہ سے زمانہ جاہلیت کی خون آشام اور کبھی نہ ختم ہونے والی جنگیں اپنی موت آپ مر گئیں کہ جس نے مدنیت کا ستیاناس کیا ہوا تھا اور جنگی ہولناکی کی وجہ سے انسانیت سسک رہی تھی۔

رسالتمآب امن واشتی کا پیکر اور سکون وشانتی کے مجسم نمونہ تھے۔ معاشرتی وسیاسی شعبوں میں جب بھی نزاعی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو تہذیب کے تار وپود بکھرنے لگتے لیکن داعی امن عالم نے اعلان نبوت سے پہلے ہی امن کا یہ پھریرا لہرایا اور میثاق و معاہدات کی ایسی داغ بیل ڈالی جس نے غیر تمدن اور غیر مہذب معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنادیا ذیل میں ہم رسول اکرم ﷺ کے میثاق ومعاہدات اور حلوف کا امعان نظر سے جائزہ لیتے ہیں جو کسی بھی مہذب معاشرے کی بنیادی ضرورت اور اہمیت میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

1۔ابتدائی حصہ میں ہم ان حلوف کا جائزہ لیں گے کہ رسول اکرم ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے انجام دیئے اس ضمن مین قیام امن کیلئے حلف الفضول کی اہمیت محض اس طرح اجاگر ہوتی ہے کہ اعلان نبوت کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اب بھی کوئی محض امن کی خاطر اور طرز کا معاہدہ کرنا چاہے تو میں اس کیلئے تیار ہوں اور اگر کوئی اس معاہدہ امن کیلئے کوئی مجھے عرب کے نادار النسل سرخ اونٹ بھی پیش کرے گا تو میری ترجیح معاہدہ امن ہو گا۔

2۔دوسرے معاہدات میں ان تمام میثاق و معاہدات کا جائزہ لیا جائے گا جو رسول اکرم ﷺ کی بہترین حکمت عملی، معاملہ فہمی اور دور اندیشی کا ثبوت ہیں اور جن کی وجہ سے اس وقت کے حالات وواقعات پر گہرے اثرات مرتب ہوئے اور اسلام کو طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں قیام امن کیلئے راہ ہموار کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔

3۔ تیسرے مرحلے میں ہم داعی امن کی حیثیت سے نبی ﷺ کے کردار کا جائزہ لیں گے کہ ان معاہدات ومیثاق کی وجہ سے اس وقت کی سیاسی ومعاشرتی قوتوں اور تہذیبوں میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور ان معاہدات ومیثاق کے کیا ثمرات حاصل ہوئے

معاہدہ کی جمع معاہدات ہے اور معاہدہ باہم قول وقرار عہد نامے کو کہا جاتا ہے۔قرآن حکیم نے عہد کی پابندی پر بڑا زور دیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولً۔[1]

"وعدہ کو پورا کرو بے شک وعدہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ[2]

"اور جب تم اللہ سے کوئی عہد کرو تو اسے پورا کرو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے کہ

وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ[3]

"اور تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔"

ایک اور جگہ فرمان الہی ہے کہ۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ۔[4]

"اے مسلمانوں جن مشرکین سے تم نے معاہدہ کرر کھا تھا اب اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے اس سے بیزاری (عہد کو ختم کرنے) کا اعلان ہے۔"

قرآن حکیم میں عہد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ۔[5]

"اور جو لوگ اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔"

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور سے عہد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک اللہ سے عہد جسے قرآن نے عہد اللہ کہا ہے اور ایک انسانوں کے آپس میں

عہد۔ یہ عہد دو قسم کے ہیں انفرادی اور اجتماعی۔

نبی ﷺ کی احادیث میں بھی عہد اور معاہدات کی پابندی پر بڑا زور دیا ہے اور مسلمانوں نے اسکی عملا بڑی پاسداری کی اس سلسلے میں احادیث کے اندر ایک واقعہ ملتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور رومیوں کے درمیان (جنگ نہ کرنے کا) ایک معاہدہ تھا وہ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے علاقے کی طرف بڑھے جب عہد کی مدت ختم ہوئی تو انہوں نے ان پر حملے کا ارادہ کیا اس دوران ایک آدمی اپنے گھوڑے پر بھاگتا ہوا آیا وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر عہد پورا کرو اور دھوکہ نہ دو جب دیکھا تو عمرو بن عبسۃ تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کلام کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نبی اکرم کو فرماتے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ :

"مَن كانَ بينَهُ وبين قَومٍ عهدٌ فلا يَحُلَّنَّ عهدًا، ولا يَشُدَّنَّهُم حتَّى يمضي أمدُه أو يَنبِذَ إليهم على سواءٍ۔"[6]

"اگر کسی شخص اور قوم کے درمیان کوئی عہد ہو تو اس عہد کو نہ توڑے اور نہ اسکے لئے حلال ہے یہاں تک کہ اسکی مدت پوری ہو جائے یا برابری کی بنیاد وہ عہد کو پھینک دے۔"

پس معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے فوجیوں کو لے کر واپس ہو گئے اس واقعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسطرح عہد کی پابندی کرتے تھے اور اپنے بڑھتے ہوئے قدموں کو نبی ﷺ کا حکم سنتے ہی واپس پلٹ جاتے تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ نے اپنی واضح تعلیمات کے ذریعہ انکی ایسی تربیت کر دی تھی کہ وہ آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے آپ نے عہد اور حلف کے متعلق ایک خطبے کے درمیان میں فرمایا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِي خُطْبَتِهِ أَوْفُوا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ لاَ يَزِيدُهُ يَعْنِي الإِسْلاَمَ إِلاَّ شِدَّةً وَلاَ تُحْدِثُوا حِلْفًا فِي الإِسْلاَمِ " حديث حسن صحيح[7]

"عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا جاہلیت کے حلف کو پورا کرو اسلام اسکو نہیں زیادہ کرتا مگر شدت میں ہی لیکن اسلام میں کسی سے نئی حلف نہ کرو۔"

اسی طرح نبی اکرم نے معاہدے کو توڑنے سے سختی سے منع کیا ہے اور معاہدے کو توڑنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ

" لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ "[8]

"معاہدہ توڑنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔"

اسطرح ایک واقعہ ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ قریش نے مجھے نبی ﷺ کے پاس (بطور ایلچی) بھیجا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کو ڈال دیا گیا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم ان (قریش) کے پاس کبھی نہیں جاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنِّي لاَ أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلاَ أَحْبِسُ الْبُرُدَ۔[9]

"بے شک میں عہد کو نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں"

اس واقعہ سے بھی عہد کی پابندی کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔

انفرادی عہد:

دو یا دو سے زائد انسانوں کے درمیان جو عہد یا معاہدے ہوں انہیں انفرادی عہد کہا جاتا ہے۔

اجتماعی عہد:

جو عہد قبائل، قوموں، ملکوں وغیرہ میں ہوا انہیں عموما معاہدات کہا جاتا ہے اس اعتبار سے نبی ﷺ نے مدنی زندگی میں بہت سے معاہدات کئے۔ یہ معاہدات قبائل سے بھی کئے گئے اور دوسری حکومتوں سے بھی پہلی مملکت اسلامیہ یعنی ریاست مدینہ میں بسنے والے یہودی قبائل سے بھی جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

مکہ مکرمہ میں نبی اکرم نے سب سے پہلے جو معاہدہ کیا وہ بیعت عقبۃ الکبری ہے اس معاہدہ میں انصار اور نبی ﷺ سے جن شرائط پر معاہدہ ہوا وہ درج ذیل

ہیں۔

1) سستی اور چستی ہر حال میں میری بات سنو گے اور مانو گے۔

2) تنگی اور خوشحالی ہر حالت میں مال خرچ کرو گے۔

3) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا فریضہ سرانجام دو گے۔

4) اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرو گے۔

5) جب میں ہجرت کر کے تمہارے پاس آجاؤں گا تو میری مدد و نصرت کرو گے جس طرح اپنی جان مال اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو میری بھی حفاظت کرو گے۔

تقریباً 70 مرد وں اور 2 عورتوں نے یہ بیعت کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا مدینہ میں سب سے پہلا معاہدہ جسے میثاق مدینہ کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے اور یہ دستاویز سیرت ابن اسحاق ابو عبیدہ نے اپنی کتابوں میں محفوظ کیں اس تاریخی دستاویز میں باون دفعات ہیں اور یہ دستاویز دو حصص پر مشتمل ہے پہلے حصے میں 23 دفعات اور دوسرے حصے میں 29 دفعات ہیں۔

پہلے حصے کی دفعات کا تعلق انصار و مہاجرین کے حقوق و فرائض سے ہے۔ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کو مدینہ کا بلا شرکت غیرے حاکم تسلیم کرتے تھے اور اس سے بڑھ کر یہ نبی ﷺ کو نبی، رسول، مقتدا اور رہنما بھی مانتے تھے لیکن دوسرے حصے کی دفعات دراصل ایک معاہدہ تھا جو مسلمانوں اور مدینے کے یہود قبائل یعنی بنو نضیر، بنو قینقاع۔ بنو قریظہ وغیرہ کے دس قبائل معاہدہ کر کے مدینے کی ریاست میں رہنے کے حقدار قرار پائے۔

بدر کی جنگ کے بعد رسول اللہ نے مدینے کے ارد گرد کے قبائل اور ینبوع تک کے قبائل سے معاہدہ کیا جیسے بنی ضمرہ، جہینہ سے بھی معاہدہ کیا اور انہیں اپنا حلیف بنالیا میثاق مدینہ میں یہود سے کئے ہوئے اس معاہدے میں یہ اہم نکات پیش نظر رکھے گئے۔

1۔ خون بہا، فدیہ اور دیت یعنی اگر کوئی شخص عمداً یا خطا قتل ہو جائے تو اسکا خون بہا، فدیہ اور دیت جیسے پہلے قانون اور طریقہ رائج ہے اسکے مطابق ہو گی۔

2۔ یہودیوں کو مکمل مذہبی آزادی ہو گی اور اس بات کے پابند ہیں کہ مسلمانوں سے حلیفانہ اور دوستانہ تعلق کو قائم رکھیں۔

3۔ مدینے پر بیرونی حملے کی صورت میں مسلمان اور یہود مشترکہ طور سے حملے کے خلاف لڑیں گے اور مدینے کا دفاع کریں گے۔

4۔ متنازعہ مسائل میں رسول اکرم کے فیصلے کو حرف آخر کی حیثیت حاصل ہو گی۔

5۔ بنو عوف کا یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت تصور ہوں گے مسلم اور یہود اپنے اپنے دین پر کاربند رہے گے بنو عوف کی طرح دیگر یہود کو بھی اسی طرح کے حقوق حاصل ہوں گے۔

6۔ معاہدہ کی رو سے طے پایا کہ مسلمان اور یہود اپنے اپنے اخراجات کے سلسلے میں ذمہ دار تصور ہوں گے۔

7۔ معاہدہ کے فریقین باہمی تعلقات، رواداری خیر خواہی کو باہم رواج دیں گے یہ تعاون منفی سرگرمیوں میں ہو گا تاہم ظلم و زیادتی کے معاملات میں کوئی فریق کسی کا معاون نہیں ہو گا۔

8۔ کسی بھی فرد کو اپنے حلیف کی بناء پر مجرم نہ گردانا جائے گا۔

9۔ بیرونی جارحیت کا مقابلہ کرنے کیلئے فریقین حالت جنگ میں جملہ اخراجات برداشت کریں گے۔

10۔ معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ اہل قریش اور انکے مددگاروں کو پناہ اور تحفظ نہیں دیا جائے گا۔

11۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کیلئے رکاوٹ نہیں بنے گا اور معاہدہ پر نیک نیتی سے عمل درآمد کیا جائے گا۔

درج بالا معاہدہ کی رو سے مدینہ اور اسکے گردونواح میں ایک وفاقی حکومت کی صورت پیدا ہوگئی جس کا دارالحکومت مدینہ (یثرب) قرار پایا اور اس مملکت کے

سر براہ اول اللہ کے رسول ﷺ قرار دیئے گئے یوں حقیقتاً پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا

معاہدہ بنو جہینہ:

ہجرت کے پہلے سال ہی رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے حملوں کے سد باب کیلئے مدینے کی حفاظت کی غرض سے پٹرولنگ دستے شارع عظیم جو مکے سے شام تک جاتی ہے پر بھیجنے شروع کر کئے سب سے پہلا دستہ امیر حمزہ کی زیر سرپرستی 30 شہ سوار مجاہدوں کا روانہ کیا جب جہینی کے علاقے میں پہنچے تو مشرکین مکہ سے ٹکراؤ ہوا چنانچہ کفار کی تعداد مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھی لیکن مسلمانوں نے تیاری شروع کر دی۔ جہینی کا سردار مجدی بن عمرو جہینی بیچ میں آگیا اور بیچ بچاؤ کرایا۔ امیر حمزہ نے اس سے ایک سیاسی معاہدہ کیا کہ وہ غیر جانب دار رہے گا۔

معاہدہ بنو ضمرہ:

مدینہ کی سرحد پر ایک قبیلہ بنو ضمرہ آباد تھا۔اسکے علاقے میں نبی ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ کی قبر بھی تھی نبی ﷺ جب غزوہ ابواء سے واپس ہوئے تو بنو ضمرہ کے علاقے میں پہنچے وہاں کے حکمران مخشی بن عمرو نے رسول اکرم ﷺ سے ایک معاہدہ کیا جسے معاہدہ بنو ضمرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس معاہدے کی تحریر درج ذیل ہے۔

1۔ یہ ایک تحریر اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے بنی ضمرہ کے لئے۔

2۔اس بات پر انہیں انکے مال اور انکی جان پر امن ہے۔

3۔اور یہ کہ انہیں ہر ایسے کے خلاف مدد دی جائے گی جو ظلم سے ان پر اچانک آپڑے

4۔اور ان پر واجب ہے کہ نبی کی مدد اس وقت تک کرتے رہیں جب تک کہ سمندر کسی سیپ کو بھگوتا رہے بجز اسکے کہ اللہ کے دین کے بارے میں اس سے جنگ کی جائے۔

5۔ان پر اس بارے میں اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ ہے۔

6۔اور انہیں مدد اس شرط پر دی جائے گی کہ وہ وعدہ وفائی کرتے رہیں اور بری باتوں اور عہد شکنی وغیرہ سے بچتے رہیں۔[10]

بنو ضمرہ کے معاہدے کے بعد بنو ضمرہ کی ایک شاخ بنو مدلج جس کا سردار سراقہ بن جعشم تھا اس نے بھی مسلمانوں کے حلیف ہونے کا معاہدہ کیا جسکی شرائط درج ذیل ہیں۔

1۔انہیں انکی جان و مال پر امان ہے۔

2۔ان کو ہر ایسے کے خلاف مدد دی جائے گی جو ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے بجز دین

3۔ یہ شرط نصرت کی ہمیشہ رہے گی۔

4۔اس شرط کے ساتھ ان کو امن دیا گیا کہ جس وقت مدد کے لئے بلائیں حاضر ہو جائیں

5۔ان پر اسکے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسول کا عہد ہے۔[11]

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ ذیقعد 4 ہجری نبی اکرم کی مدنی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے جس سے نبی اکرم کی سیاسی بصیرت اور سیاست خارجہ کا شاہکار کہا جا سکتا ہے رسول اللہ نے اس معاہدے سے پہلے موقف یعنی عمرے کیلئے بیت اللہ کی زیارت اختیار وہ اعلی، آفاقی اور مبنی بر حق تھا کہ قریش جیسے ضدی، ہٹ دھرم سردار بھی آپکی سیاسی بصیرت کے سامنے ناکام ہو گئے رویائے صادقہ بھی نبی اکرم کا وصف ہے چنانچہ مسجد حرام میں مسلمانوں کا داخلہ گذشتہ چھ برس سے ممنوع تھا جس کا سبب مشرکین مکہ تھے لیکن پھر حالات نے پلٹا کھایا اور رفتہ رفتہ حالات مسلمانوں کے موافق ہوتے گئے۔اور دعوت اسلامی کو بتدریج کامیابی حاصل ہونے لگی اسی اثناء میں مخبر صادق ﷺ نے خواب دیکھا کہ رسول اکرم اپنے ساتھی صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ سے مکہ (مسجد حرام) میں داخل ہوا اس حال میں کہ کعبۃ اللہ کی کنجی رسول اکرم کے

دست مبارک میں ہے خواب میں یہ پیشنگوئی بھی تھی کہ رسول اکرم نے اصحاب کرام کے ہمراہ طواف کعبہ کیا اور عمرہ ادا کیا پھر بعض اصحاب نے سر کے بال منڈھوائے جبکہ بعض نے محض بال کٹوائے نبی ﷺ نے اس خواب سے اصحاب کرام کو مطلع کیا تو ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

صلح حدیبیہ نبی اکرم کی مدنی زندگی:

صلح حدیبیہ سے قبل کا پس منظر

رسول اکرم نے مدینہ کے گردونواح میں یہ اعلان فرمادیا کہ جو عازم مکہ ہونا چاہتا ہے کہ وہ رسول اکرم کی معیت میں عمرہ اور طواف کعبہ کرے تو وہ تیاری شروع کردے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں عبداللہ ابن مکتوم کو اپنی جگہ نماز کی امامت کی ذمہ داری سونپی اور یکم ذیقعد قصوی نامی اونٹنی پر سوار ہو کر کم و بیش 1400 سے 1500 اصحاب کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے اس سفر میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمرکاب تھیں رسول اکرم ﷺ نے محض تلوار کو اپنے ساتھ لیا جو کہ نیام میں تھی جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ رسول اکرم نے محض زیارت کعبہ کی غرض سے روانہ ہوئے تھے اور جنگ کرنے کا قصد قطعانہ تھا۔

ذوالحلیفہ پہنچ کر بھی رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا قربانی کے جانور بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے صلح جوئی، امن و سلامتی اسلام کا شعار رہا ہے چنانچہ مشرکین مکہ بھی رسول اللہ ﷺ کی آمد کی اطلاع پر جز بز تھے بھی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو بیت اللہ سے روکنے کی حتی المقدور کوشش کی اسی امن و سلامتی کی خاطر بھی رسول اللہ ﷺ نے کراع الغمیم کا مرکزی راستہ ترک کر کے پہاڑی گھاٹیوں سے گزرنے کو ترجیح دی پھر ثنیۃ المراء سے ہوتے ہوئے حدیبیہ پہنچے۔

ادھر قریش کے نوجوانوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے بزرگ اور ممتاز افراد بھی رسول اللہ ﷺ سے صلح کی طرف مائل ہیں تو درمیان میں فتنہ پردازی کا جواز اور بہانہ تلاش کرنے لگے چنانچہ انھوں نے رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے خیمہ میں گھس کر ہنگامہ برپا کرنے کی کوشش کی تاکہ صلح کی امید دم توڑ جائیں ستر (70) سے اسی (80) نوجوانوں نے جبل تنعیم سے اتر کر مسلم کیمپوں میں بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کی تاہم مسلم کمانڈر محمد بن مسلم کے ہاتھوں تمام گرفتار ہوئے۔ پھر صلح کی شرط پر ان سب کو رہا کر دیا گیا۔

قرآن میں اس جانب واضح اشارہ ملتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ[12]

پھر نبی اکرم ﷺ کی جانب سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا گیا اہل قریش نے انہیں عمرہ ادا کرنے کی اجازت دی مگر انھوں نے رسول ﷺ کے بغیر ادائیگی عمرہ پر رضامندی ظاہر نہ کی بعد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پھیل گئی جس پر رسول اکرم ﷺ نے 1400 صحابہ کرام سے ایک درخت کے نیچے بیعت کی کہ اگر خبر درست ہوئی تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے بدلہ لیا جائے گا جس کا تذکرہ قرآن میں ملتا ہے۔

لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[13]

"بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔"

تاریخ اسلام میں یہ بیعت رضوان کے نام سے معروف ہے۔

قریش نے سہیل بن عمرو کو نبی اکرم ﷺ سے مذاکرات کیلئے منتخب کیا چنانچہ معاہدہ کی وضاحت طے پانے لگیں نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس غرض سے معاہدہ کی دفعات لکھوانی شروع کیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اس پر سہیل بن عمرو بولا کہ رحمن کیا ہے اس سے ہم ناواقف ہیں اس لئے یوں لکھا جائے " باسمک اللھم۔۔۔۔۔۔"رسول اکرم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہی لکھ دو پھر لکھا کہ یہ وہ بات ہے کہ جس پر محمد رسول اللہ اور (اہل قریش) سہیل بن عمرو نے صلح کی تو سہیل بن عمرو نکتہ چین ہوا کہ ہمارا بنیادی اختلاف تو یہی ہے کہ آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے اس لئے تحریر میں لکھا جائے کہ یہ صلح محمد بن عبداللہ اہل قریش سہیل بن عمرو کے درمیان ہوئی آپ نے فرمایا ایسا ہی لکھ دو میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ جھٹلایا جائے پھر آپ نے لفظ رسول اللہ مٹانے کو کہا تو علی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اب لکھ چکا ہوں تاہم آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے قلم زد کر دیا بعد ازاں معاہدہ کی وضاحت قلم بند کی گئیں۔

اس معاہدے کی شرائط درج ذیل ہیں۔

"هذا ما صالح عليه محمد بن ابن عبدالله سبيل ابن عمرو اصطلحا على وضع الحرب عن الناس عشر سنين يا من فيهن الناس ويكف بعضهم عن بعض على انه من اتى محمدا من قريش بغير اذن وليه رده عليهم ومن جاء قريشا ممن مع محمدا لم يرد ولا عليه وان بيننا عيبة مكفوفة وانه لارسال لا وانحلال وانه من احب ان يدخل فى عقد محمد وعبده دخل فيه ومن احب ان يدخل فى عقد قريش و عهدهم دخل فيه۔"

"یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد ابن عبداللہ نے سہیل ابن عمرو سے صلح کی دونوں نے اتفاق کر لیا کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی ان دس سال میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے اور وہ ایک دوسرے کے ہاتھ روکیں گے شرط یہ ہے کہ قریش کا جو آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس آئے گا محمد ﷺ اسے قریش کے پاس لوٹا دیں گے اور محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو آدمی قریش کے پاس آئے گا تو قریش اسے محمد ﷺ کے پاس واپس نہ کریں گے نیز یہ کہ دلوں کی عداوتیں دلوں ہی میں رہیں گی انہیں ظاہر نہ کیا جائے گا نہ بدعہدی اور خیانت کی جائے گی اور یہ کہ جو بندہ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہو وہ اس میں داخل ہو جائے اور جو بندہ قریش کے عقد وعہد میں داخل ہو وہ انکے عقد وعہد میں داخل ہو جائے۔"

ابو جندل اور صلح حدیبیہ:

معاہدہ کی تمام شرائط زبانی طے پا رہی ہیں اور ابھی پورا معاہدہ قرطاس ابیض پر قید نہیں کیا گیا تھا کہ اس اثناء میں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ابو جندل رضی اللہ عنہ آموجود ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

سہیل بن عمرو نے کہا یہ پہلا شخص ہے کہ میں جسکی واپسی کا مطالبہ کرتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تو معاہدہ کو باقاعدہ تحریر و دستاویز حاصل نہیں ہوئی ہے اس لئے اسے ہمارے ساتھ جانے دو۔

سہیل بن عمرو نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر میں آپ سے کوئی صلح کا معاہدہ نہیں کرتا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا ایسا کرو کہ اسے میری خاطر چھوڑ دو سہیل بن عمرو نے صاف انکار کر دیا اور ابو جندل کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کیا پھر آپ نے فرمایا ابو جندل صبر کرو اور اسے ثواب کا ذریعہ سمجھو ہماری قریش سے صلح ہو گئی ہے اسلئے بدعہدی نہیں کر سکتے۔

فدک:

خیبر کی فتح کے بعد نبی ﷺ نے مُحیّصَہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فدک کے یہود کے پاس بطور ایلچی بھیجا اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے نبی ﷺ سے مصالحت کی پیشکش کی اور فدک کی نصف پیداوار مسلمانوں کو دینے کی شرائط مان لیں آپ نے یہ پیشکش قبول کر لی اور فدک کی زمین مال فئے قرار پائی۔

اھل تیاء سے معاہدہ:

غزوہ خیبر کے بعد وادی القری پر بھی نبی ﷺ اور مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو اہل تیاء نے خوفزدہ ہو کر ایک معاہدہ کر لیا جس میں درج ذیل شرائط رکھیں۔

1۔ جزیہ لے کر انہیں انکی بستی ہی میں آباد رہنے دیا جائے۔

2۔ زمینوں پر انہیں کاشت کی اجازت ہو۔

3۔ یزید بن ابوسفیان کو تیاء کا حاکم مقرر کیا گیا۔

نبی ﷺ 9 ہجری میں غزوہ تبوک کے لئے روزانہ ہوئے عیسائی حکمران ہرقل خوف زدہ ہو کر مقابلے کیلئے نہیں نکلا آپ نے وہاں بعض قبائل سے معاہدے کئے۔

اہل ایلہ سے جو معاہدہ کیا اسکی شرائط درج ذیل ہیں۔

یہ امان نامہ اللہ تعالی اور اسکے نبی ﷺ کی طرف سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے نام ہے۔

انکی کشتیاں اور جہاز، قافلے خشکی اور تری (سمندر) میں آزادی سے پھریں گے۔ انکو اللہ تعالی اور محمد رسول اللہ ﷺ اور آپکے ساتھ اہل شام، اہل یمن اور بحرین کے مسلمانوں کی طرف سے حفاظت اور پناہ کا عہد دیا گیا ہے۔ جو آدمی اس عہد کی خلاف ورزی کرے گا اسکا مال، اسکی جان بچ نہ سکے گی۔ محمد ﷺ کو اسکے پکڑنے کا پورا اختیار ہو گا یہ جو کچھ بھی چاہیں اس سے انکو روکنا جائز نہیں ہو گا سمندر اور جنگل میں سے کوئی راستہ بھی ان پر بند نہیں کیا جائے گا۔ دونوں فریق اس معاہدے پر متفق ہیں کہ ایلہ والے جزیہ کی رقم ادا کیا کریں گے جس کا اندازہ تین سو دینار سالانہ ہے۔

بنو حمدان کے کفار سے معاہدہ:

بنو حمدان یمن میں آباد تھے انکے ایک وفد نے مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا رسول اکرم نے ان پر ان ہی میں سے ایک شخص کو امیر مقرر کیا اور انہیں اسلام کے اصول وضوابط پر عمل کرنے کا حکم دیا آپ نے بنو حمدان کے غیر مسلموں کیلئے چند بنیادی شرائط رکھیں۔

1) بنو حمدان کے غیر مسلم جذیہ ادا کریں گے۔

2) مذہبی معاملے میں انہیں مکمل مذہبی آزادی ہو گی۔

3) غیر مسلموں کو جبرا مسلمان نہیں کیا جائے گا۔

جربا اور اذراح سے معاہدہ:

یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جربا اور اذراح کے باشندوں کے لئے ہے۔

وہ اللہ اور محمد ﷺ کی امان سے امن میں ہوں گے ہر رجب میں ان پر ایک سو دینار اور ایک سو اچھا اوقیہ دینا واجب ہو گا اللہ تعالی مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس پناہ لے کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کرنے کے بارے میں ان کا ضامن ہے۔[14]

مقنا کے یہود سے معاہدے کی شرائط:

مقنا کے یہود نے بھی مصالحت کر لی انہوں نے کتے ہوئے (سوت وغیرہ) گھوڑوں، زرہوں اور پھلوں کا چوتھا حصہ دینا منظور کر لیا مقنا ایلہ کے جنوب میں واقع ہے۔[15]

حاکم دومۃ الجندل سے معاہدہ:

دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر بن عبد المالک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قید ہو امدینہ آکر اس نے صلح کر لی جسکی شرائط درج ذیل ہیں۔

یہ تحریر محمد رسول ﷺ کی جانب سے اکیدر کے لئے ہے جبکہ اس نے اسلام قبول کیا اون انداد اصنام کو چھوڑ دیا اور اہل دومۃ کے لئے ہے جو ہڑوں کا وہ حصہ جو آبادی کے باہر ہے بنجر زمین اور جنگل اور غیر آباد زمین اور ہتھیار اور بار برداری کے جانور اور گڑھی اور یہ سب چیزیں ہمارے لئے ہیں اور تمہارے لئے وہ کھجور کے درخت ہیں جو گڑھی کے اندر ہیں اور بہتا ہوا پانی ہے تمہارے چرنے والے جانور چراگاہوں سے نہیں پھیرے جائیں گے اور نصاب کی مقررہ تعداد سے جو مویشی زیادہ ہونگے زکوۃ کے تعین کے وقت ان کا شمار نہیں کیا جائے گا اور تمہارے پودے اگنے سے نہیں روکے جائیں گے۔[16]

اہل نجران سے معاہدہ:

نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد 9 ہجری کو ساٹھ افراد سمیت حاضر ہوا جس میں 24 بڑے سردار تھے دینی بحث ومباحثے کے بعد آخر اس صلح نامہ پر وہ تیار ہوئے جسکی اہم شرائط یہ تھیں۔

1۔ دوہزار جامے (ایک لباس) ایک مردانہ ایک ہزار زنانہ جامے دینا ہو گا ہر ایک جامے کی قیمت ایک اوقیہ سونا ہو گی۔

2۔ اہل نجران کے پاس نبی ﷺ کے نمائندے بیس رات قیام کریں گے اور اہل نجران 30 گھوڑے، 30 اونٹ، 30 زرہیں فراہم کریں گے اور کوئی غدر

نہ ہو گا۔

اہل نجران معاہدے کی پابندی کریں گے تو ان کے خون، انکا مال، انکی ملت، انکے گرجے انکے مذہبی رہنما پادری وغیرہ کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہو گی۔
اہل بجران کے مذہبی رہنما پادری بشپ وغیرہ کو مسلمان تبدیل کرنے کا حق نہیں رکھتے نہ اہل نجران سے جنگی مہمات کے لئے جمع کیا جانے کا نہ عشر لیا جائے گا اور نہ ہی انکی زمین کو پامال کیا جائے گا۔[17]

بحرین:

بحرین منذر بن مساوی کو جو شہنشاہ فارس کا۔۔۔۔۔۔ تھا اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کر لیا نبی ﷺ نے اسے ایک خط ارسال کیا جسمیں یہ تحریر تھا کہ تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا بشر طیکہ تم اللہ اور اسکے رسول کے تابع ہو رہو جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ ذمہ داریوں میں ہماری طرح ہوں گے۔

بحرین کے یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں سے معمولی جزیے پر صلح ہو گئی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] القرآن:34/17

Al-Qur'an 17/34

[2]القرآن: 91/16

Al-Qur'an 91/16

[3]القرآن:40/2

Al-Qur'an 40/2

[4]القرآن: 1/9

Al-Qur'an 9/1

[5]القرآن:32/70

Al-Qur'an 70/32

[6]الترمذی ،حافظ ابی عیسی محمد بن عیسی بن سورہ ، جامع الترمذی ، دارالسلام ،حدیث:1580

At-Tirmidhi, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā ibn ibn Sawrah Jami` at-Tirmidhi (Darussalam Riyadh) Hadith No: 1580

[7]الترمذی ،حافظ ابی عیسی محمد بن عیسی بن سورہ ، جامع الترمذی ، حدیث:1585

At-Tirmidhi, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā ibn ibn Sawrah Jami` at-Tirmidhi (darussalam Riyadh) Hadith No: 6966

[8]بخاری ، محمد بن اسماعیل ، صحیح بخاری ، دارالسلام ، حدیث :6966

Bukhārī , Muḥammad ibn Ismāʻīl al-Bukhārī, Sahih al-Bukhari, (Darussalam Riyadh) Hadith No. 6966

[9]ابو داؤد ، سلیمان ابن اشعث الازدی السجستانی ، سنن ابی داود ، دارالسلام ،حدیث :2758

Abū Dāwūd (Dā'ūd) Sulaymān ibn al-Ash'ath ibn Isḥāq al-Azdī al-Sijistānī, Sunan Abu Dawood (Darussalam Riyadh) Hadith No. 6966

[10]شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ، پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ (کراچی) ، 192/2

Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba (Pakistan State Oil Limited Karachi) 192/2

[11]شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ،196/2

196/2Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba

[12]القرآن:24/48

Al-Qur'an 48/24

[13]القرآن:18/48

Al-Qur'an 48/18

[14]شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ، 478/3

Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba 478/3

[15] شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ، 478/3

Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba 478/3

[16] شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ، 479/3

Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba 479/3

[17] شاہ مصباح الدین شکیل ، سیرت احمد مجتبیٰ ، 535/3

Shah Misbah ud Din Shakil. Seerat-e-Ahmad-e-Mujtaba 535/3